عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا ۔ ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی ۱۲
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۴۱	مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ	جلد ۱۲

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حرم اول میں ولادت باسعادت

حضرت خلیفۃ المسیح و خاندان نبوت کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد

جماعت احمدیہ کے لئے یہ خبر نہایت ہی مسرت انگیز اور خوش کن ہوگی۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں ۹ اور ۱۰ اکتوبر کی درمیانی رات کو فرزند تولد ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اس مولود مسعود کی ولادت پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور تمام خاندان نبوت کی خدمت مبارک میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خاندان مسیح موعود کے اس تازہ پھول کو ساری دنیا کے دماغوں کو معطر کرنے کا باعث اور اپنے مقدس خاندان کی بے مثال خدمات دینی و ملی میں اضافہ کرنے کا موجب ٹھہرائے

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیر و عافیت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمراہ جانیوالے احباب کے گھروں میں خیریت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں لڑکا پیدا ہونے کی خوشی میں دار الامان کے دفاتر اور سکولوں میں دو دن کی تعطیل منائی گئی۔

۹ اکتوبر کی شام کو طلباء بورڈنگ ہائی سکول نے چودھری فضل احمد صاحب کو انکی خدمات بزمانہ سپرنٹنڈنٹی کے شکریہ میں ٹی پارٹی دی۔ جس میں بہت سے معززین بھی مدعو تھے ؛؛

نظم

گرامی نامہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید

از مولوی محمد احمد صاحب بی اے ایل ایل - بی وکیل پکھور تحصیل

چہ خوش گفت آں نعمت پاک زاد　　که انعام ایزد بر و بیش باد
بہ آزادئ مرد لذت نجوست　　نہ چندانکہ در قید برراہِ دوست

" اگر عاشقی خواہی آموختن "
" بکشتن فرح یابی از سوختن "

چو ایں تیرہ قومے بہ بستند در　　درِ آسماں را کشودند بر
بہ قلبم طمانیت آید کنوں　　بباطن شود روشنائی فزوں

" خدا ار بہ حکمت ببندد درے "
" کشاید بہ فضل وکرم دیگرے "

یقینم بسا ہست آسا کشے　　ہر گم شود بیش افزا ئشے
مرا ہست مقصود فرمانِ یار　　بکن قتل خواہم بکن سنگسار

" فدائے ندارد ز مقصود جنگ "
" وگر بر سرش تیر بارند و سنگ "

نخواہم کہ ایزد رہائی دہاد　　بہ بشکستنم مومیائی دہاد
بخواہم کہ ہر ذرہ ہستیم　　فدا کن بر اسلام اے ذوالکرم

" مرا بر تلف حرص دانی چراست "
" چو او ہست اگر من نمانم رواست "

خبردار باشید اخوانِ من　　مترسید از دادنِ جانِ من
بکوشید وکوشید مردانہ وار　　کہ ایں احمدیت نہ سہل است کار

" بدریا مرو گفتمت زینہار "
" وگر میروی تن بہ طوفاں سپار "

وصیت بدیں گونہ کرد آں شہید　　چو او مردِ میداں بہ گیتی کہ دید
چو مظہر برآورد دستِ دعا　　زسعدی رح بگوشم درآمد ندا

" مکن گریہ بر گورِ مقتول دوست "
" برو خرمی کن کہ مقبول اوست "

پادری گنگن صاحب سیالکوٹ کا مباحثہ سے فرار

الفضل کے گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب سیالکوٹ پادریوں سے مباحثہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اس مباحثہ کا اعلان تاریخ مباحثہ سے کئی دن پہلے ہندو مسلمان اخبارات میں ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ عیسائیوں کے اخبار نور افشاں نے بھی اس کا اعلان کیا تھا۔ لیکن جب جناب مفتی صاحب موصوف مقررہ تاریخ پر سیالکوٹ پہنچے۔ تو پادری صاحب موصوف کو وہاں نہ پایا۔ اسپر حسب ذیل اشتہار جماعت سیالکوٹ نے شائع کیا۔ اور اُسے کثرت کے ساتھ شہر میں تقسیم کیا گیا۔

سیالکوٹ کے پادری گنگن صاحب نے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کو مباحثہ کے واسطے چیلنج دیا تھا۔ اس چیلنج کو بذریعہ تار منظور کر کے حضرت مفتی صاحب تاریخ مقررہ پر یہاں تشریف لے آگئے ہیں۔ لیکن اب پادری گنگن صاحب کا کہیں پتہ نہیں۔ کہ کدھر چلے گئے ہیں۔ اور دوسرے دیسی پادری صاحبان ان علماء کرام کے ساتھ بحث کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ جو حضرت مفتی صاحب کے ساتھ اس غرض کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے قرار پایا ہے۔ کہ حضرت مفتی صاحب اور دیگر علماء کرام کے لیکچر ہی کرائے جاویں۔ ہر لیکچر کے بعد حاضرین کو سوال کرنے کا موقع دیا جائیگا۔ لیکچر کے درمیان کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ لیکچر ہوئے ہیں۔ پادریوں کو خاص طور پر چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ لیکچروں میں اگر اعتراضات کریں۔ لیکن کوئی نہیں آیا۔

میاں عبد الرحیم خان صاحب خالد کے لئے دعا

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مطلع فرماتی ہیں کہ میاں عبد الرحیم خان صاحب خالد کا قادیان سے تار موصول ہوا ہے۔ کہ ان کا آخری امتحان ۷ر اکتوبر سے شروع ہو گیا ہے۔ برادران سلسلہ دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ عزیز مذکور کو دین و دنیا میں ظاہری و باطنی طور پر حقیقی کامیابی عطا فرمائے۔ اور رُوحانی جسمانی تکالیف سے نجات بخشے۔

احباب اس عزیز نوجوان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ اس موقع پر میں عرض کر دوں کہ یہ عزیز نوجوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے بطور نشان اسے ایسی حالت سے صحت نصیب ہوئی تھی۔ جبکہ ڈاکٹروں اور طبیبوں نے ظاہری علامات کو دیکھ کر قطعاً نا امیدی ظاہر کر دی تھی۔

ضروری اصلاح

گذشتہ الفضل نمبر ۴۰ میں خاکسار کی ایک نظم بعنوان "مجھ کو کیا بیعت سے حاصل ہو گیا" شائع ہوئی ہے۔ اس کے متعلق ایک غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ اور اس کا ازالہ ضروری ہے۔ وہ نظم صرف فوائد بیعت پر مشتمل ہے۔ کسی کی ذاتیات کی طرف بہ سبب صیغہ متکلم کے منسوب نہ کی جاوے۔ یہ صرف ایک طرز مضمون ادا کرنے کا ہے۔ اسپر عنوان "ایک احمدی کی طرف سے" لکھنا سہواً رہ گیا۔ مطلب صرف یہ ہے۔ وہ جو بیعت سلسلہ میں سچے خلوص اور استقامت سے داخل ہوتا ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔

(ڈاکٹر) میر محمد اسمٰعیل قادیان

علاقہ ارتداد میں مبلغوں کی ضرورت

آریوں نے میدان ارتداد آگرہ میں پھر زور سے حملے کرنے شروع کر دئے ہیں۔ اگر یہی حال رہا۔ اور ہم خاموش رہے۔ تو سخت نقصان کا خطرہ ہے۔ جن اصحاب نے اپنے آپکو تبلیغ ملکانہ کیلئے پیش کیا ہوا ہے۔ سکرٹری صاحبان ان اصحاب کو فوراً بھیجنے کا بندوبست کریں۔ اور تاریخ روانگی مقرر کر کے دفتر ہذا میں بہت جلد اطلاع دیں۔ سخت تاکید ہے۔

نائب ناظر انسداد ارتداد قادیان

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لنڈن میں چوتھا ہفتہ

۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء سے ۱۸ ستمبر ۱۹۲۴ء تک

(نوشتہ مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

لنڈن آئے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کو چوتھا ہفتہ ہے اس چوتھے ہفتہ میں آپ کے مشاغل و مصروفیت کا مختصر تذکرہ احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں :۔

آپ کی صحت

آپ کی مصروفیت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے۔ اور آپ کی صحت پر لازماً موثر ہے۔ مگر آپ کی صحت اور ناسازی مزاج کا سوال ایک ایسا سوال ہو رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی صحت کا رنگ آ رہا ہے۔ سردرد کی عموماً شکایت ہو جاتی ہے اس ہفتہ میں ایک روز سردرد کا سخت دورہ بھی ہوا۔ اور آشوب چشم کی بھی شکایت رہی۔ اور برابر دوائی لگتی رہی۔ پچھلے تین دن سے رات کو بخار بھی ہو جاتا رہا۔ باوجود ان ساری تکلیفوں کے کام کی یہ حالت ہے۔ کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ رات کے دو بجے تک کام میں مصروف نہوں۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ آپ افکار دین اور امور سلسلہ میں اس قدر منہمک ہیں۔ کہ آپ صحت و ناسازی طبیعت کے سوال کا احساس ہی نہیں کرتے۔ بلکہ رات دن ایک ہی امر مقدم ہو رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ پیغام حق دنیا میں پہنچ جائے۔

تقاضا بحالی صحت یہ تھا کہ آپ کم از کم ایک آدھ گھنٹہ ہی سہی۔ ہوا خوری کو نکلتے۔ مگر اب بھی وہ عملاً بند ہی ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس ہفتہ بھی باہر نہیں جا سکے۔

اس ہفتہ کے کام

ان کاموں میں ڈاک شامل نہیں یعنی وہ خطوط جو لنڈن اور نواح سے آتے ہیں یا ہندوستان سے آتے ہیں۔ شامل نہیں۔ بلکہ میں نے کام کا صرف وہ حصہ دکھایا ہے۔ جو اس کے علاوہ ہے۔

۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء

ڈاک کا دن تھا۔ اس لئے آپ نے ہندوستان کی ڈاک جو اپنے ہاتھ سے لکھنی تھی۔ لکھی۔ خطوط کے علاوہ ایک مضمون بھی لکھ کر روانہ کیا۔ پانچ بجے کے بعد لیگ آف نیشنز ریلیجن اینڈ ایتھکس برانچ کے سکرٹری مسٹر ایلی سن اور مسٹر ریِن ملاقات کے لئے آئے اور آپ نے ان کے سوالات کا جواب دیا۔

میں شہزادہ امن کا خلیفہ ہوں

مسٹر ایلی سن نے مزاج پرسی کے بعد سوال کیا کہ ہز ہولی نس ہماری کس طرح مدد کر سکتے ہیں ؟

فرمایا :۔ مجھے ہر ایک ایسی تحریک سے جو دنیا میں بحالی امن کیواسطے کی جائے ہمدردی ہے۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ کے بانی کا ایک نام خدا تعالیٰ نے شہزادہ امن بھی رکھا ہے جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا ہے۔ میرا فرض ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے میں کوشش کروں۔ کیونکہ میں اس شہزادہ امن کا خلیفہ ہوں۔

قرآن کریم کی بعض تعلیمات دور آخر کے نبی کے زمانہ میں پوری ہونیوالی تھیں۔ اور انکی عملی اشاعت اس عہد سے وابستہ تھی۔ ان میں سے ایک اشاعت امن ہے۔

مذہب کی اشاعت تلوار سے ممنوع ہے

ہمارے سلسلہ کی تعلیم سے دنیا کو امن کی اشاعت میں بہت مدد ملی ہے۔ اور فائدہ ہوا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی سرحد پر قیام امن کے متعلق خود برطانوی عمال حکومت نے اقرار کیا ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم سے بہت کچھ فائدہ ہوا ہے۔

ہم مذہب کی اشاعت کے لئے تلوار اور جنگ کے قائل نہیں اور مذہب کی اشاعت کے لئے تلوار کا جہاد جسے مسلمان غلطی سے اپنا آخری آلہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے سلسلے میں ممنوع ہے یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اس کا اجرا اور اشاعت ہمارے سلسلہ کے بانی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں ہندوستان اور مسلمانوں کے دوسرے ممالک میں اس تعلیم کی اشاعت اور اظہار کی وجہ سے اذیت پہنچتی ہے۔ چنانچہ افغانستان کی رعایا اور افغانستان کی حکومت نے ہمارے آدمیوں کو شہید کر دیا ہے۔ ابھی حال میں ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو ہمارے ایک مبلغ کو سنگسار کر کے شہید کیا ہے۔ مگر باوجود ان تمام تکالیف اور اذیتوں کے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بانی سلسلہ نے جو عالمگیر امن کی بنیاد رکھی ہے۔ اسے مکمل کروں۔ اور اس مقصد کے لئے میں ہر ممکن مدد دینے کو تیار ہوں۔ اور ہر قربانی کے لئے آمادہ ۔

مذہبی رواداری

اس موقعہ پر مسٹر ریِن نے سوال کیا کہ آپ ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ امن و صلح قائم رکھنے میں کیا مدد دے سکتے ہیں ؟

فرمایا :۔ اگر آپ کا یہ منشاء ہے کہ مذہبی تبلیغ میں جھگڑوں سے اجتناب کیا جائے۔ اور امن اور آشتی کو ترقی دی جائے تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس بانی نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ اور ایسے اصول بتائے ہیں کہ جن پر عمل کیا جائے۔ تو دنیا میں مذاہب کے جھگڑے فوراً دور ہو کر امن اور آشتی قائم ہو جاتی ہے۔ مثلاً انہوں نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ ہر شخص محبت اور صلح سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرے۔ اور وہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ دوسروں کے مذہب پر حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی کوئی شخص دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور مقدسین کو سخت زبانی سے یاد نہ کرے۔ آپ غور کریں کہ اگر مختلف مذاہب کے لوگ اس اصول پر عمل کریں۔ تو باہم مذہبی منافرت دور ہو جائے۔ ہم اس اصول پر کاربند ہیں۔ اور ہماری تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر ہماری مسجد میں غیر مذہب کا کوئی آدمی ہمارے مذہب کے خلاف بھی کہے۔ تو ہم اس کو مسجد میں تقریر کرنے سے نہیں روکتے۔ اور عبادت کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ پس اس صورت میں ہم پہلے ہی سے یہ کام کر رہے ہیں۔ اور آپ ہم سے ہر طرح لیگ آف نیشنز کے اس مقصد کی تکمیل میں مدد دینے کی امید رکھیں۔

قیام امن میں امداد

مسٹر ایلی سن نے سوال کیا کہ ہم ہندوستان میں ایک شاخ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں مدد دیں گے ؟ مسز بیسنٹ نے بھی مدد کا وعدہ کیا ہے۔

فرمایا :۔ مسز بیسنٹ پولیٹکس میں دخل دیتی ہے۔ اس لئے ان کی امداد لیگ آف نیشنز کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو گی ہم ہر قسم کی مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہم اس پاک مقصد کے لئے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی کوآپریٹ کرینگے۔ جو ہمارے مخالف ہوں۔ البتہ یہ شرط ہو گی۔ کہ ہم کسی مذہبی اصول کی بنا پر شمولیت سے مجبور نہ ہو جائیں۔ میں یہ بھی کہدینا چاہتا ہوں کہ لیگ ابھی تک ایک کامل اوزار امن کے لئے نہیں۔ کیونکہ دو صورتوں سے امن قائم ہو سکتا ہے۔

اوّل دلوں میں تبدیلی ہو۔ اگر دلوں میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو پھر لیگ کی ضرورت نہیں۔ دوم طاقت سے۔ اور اس طاقت سے میرا یہ مطلب نہیں کہ لیگ ایک فوج رکھے۔ اس صورت میں لیگ خود ایک فریق بن جائیگی۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ جو قوم نقض امن کرے۔ باقی تمام اقوام اس کے خلاف اخلاقی طاقت کا استعمال کریں۔ اور جب وہ مغلوب ہو جائے۔ تو صلح کے وقت صرف اسی امر کو جو باعث تنازعہ تھا۔ منوا دیا جاوے دوسری باتوں کو مغلوب سمجھ کر پیش نہ کیا جائے۔ جیسا کہ عہد نامہ ورسیلز میں کیا گیا۔

مسٹر آئی سن نے دریافت کیا کہ جناب کو اپنی کوششوں سے ہم کس طرح واقف رکھیں۔ فرمایا۔ ہمارے مقامی قائم مقام کے ذریعہ سے جو لنڈن میں مولوی عبدالرحیم درد ایم اے ہونگے۔

۱۲؍ ستمبر ۱۹۲۴ء جمعہ

آج جمعہ کا دن تھا۔ اور جمعہ کی نماز حسب معمول پٹنی احمدیہ مسجد میں ہوئی حضور نے خطبہ پڑھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر تک وہاں رہے۔ پھر مکان پر آکر عصر کی نماز ادا کی۔ اور دیر تک تشریف فرما رہے۔ قادیان سے جو تار حضرت مولوی شیر علی صاحب نے شہید کابل کی شہادت کے واقعات کی تفصیل پر مشتمل بھیجا تھا۔ اس کا ذکر ہوتا رہا۔

مرکزی کام پر اظہار خوشنودی

یہ بھی فرمایا۔ کہ مذہبی کانفرنس کے لئے جو بڑا اور چھوٹا مضمون وہاں بھیجے تھے وہ دونوں چھپ گئے ہیں۔ اور انہوں نے روانہ بھی کر دئے ہیں۔ فرمایا۔ کہ بڑی مستعدی اور سرعت سے کام ہو رہا ہے۔ مرکزی مستعدی پر آپ خوش تھے۔ اور اپنے خدام کے کام کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

دو لیکچر

۱۴؍ ستمبر کو پورٹ سمتھ میں دو لیکچر ہیں۔ ایک مسیح کی آمد ثانی پر اور دوسرا پیغام آسمانی پر فرمایا۔ ایک ہی دن یہ دونوں لیکچر ہیں۔ میں نے تو ابھی کچھ لکھا نہیں بہتر ہے۔ ایک لیکچر مولوی محمد دین صاحب جو ملیا۔ کہ بعثت ثانی پر وہ لکھ لیں۔ اور پیغام آسمانی پر میں لکھوں گا۔ اور اگر موقع ملا تو پہلا لیکچر بھی لکھوں گا۔ مگر وہ اپنی جگہ تیار رہیں۔

۱۳؍ ستمبر ۱۹۲۴ء

آج حضرت نے پورٹ سمتھ کے لئے لیکچر لکھنا شروع کیا۔ حضرت لکھتے جاتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس کا ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ اور رات کے بارہ بجے تک ترجمہ اور ٹائپ کا کام ختم ہو گیا۔ یہ ۲۸ صفحہ کا مضمون ہے۔ جو حضرت نے قلم برداشتہ لکھا ہے۔ اصل مسودہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس سرعت کے ساتھ آپ نے اس کو قلم بند فرمایا ہے۔ یہی نہیں کہ سارا دن آپ مضمون لکھتے رہے۔ یہ صرف دو گھنٹوں کا کام ہے۔ جو مختلف اوقات میں ہوتا رہا۔

مسٹر داس گپتا آج شام کے کھانے پر موجود تھے۔ انہوں نے آپ کے سامنے امریکہ جانے کی سکیم پیش کی۔ آپ اسے سنتے رہے۔ اور اس پر غور کرتے رہے۔ مگر باوجود انکی تحریکات کے آپ نے امریکہ جانے پر کوئی آمادگی ظاہر نہیں کی۔ آپ کے زیر نظر مرکزی ضروریات مقدم ہیں۔ اور سالانہ جلسہ کی اہمیت نظرانداز نہیں ہو سکتی ❊

خلیفۃ المسیح جانماز بچھا رہے ہیں

بعض باتیں بظاہر بہت چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان میں ایک بڑا سبق ہوتا ہے آج ظہر کی نماز کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح سب سے پہلے اس کمرہ میں تشریف لے آئے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز کی چادریں بعد نماز اٹھا کر رکھ دی جاتی ہیں چونکہ آپ سب سے پہلے تشریف لے آئے تھے۔ آپ ہی نے وہ جانماز بچھائے۔ آپ کی سیرۃ میں نمائش اور تکلف کی کوئی مثال میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ باوجودیکہ میں بچپن سے آپکو دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے جو مقام اور مرتبہ آپ کو دیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ مگر آپ کبھی اپنا کام آپ کرنے میں مضائقہ نہیں کرتے۔ رخت سفر باندھنے کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ اور یہاں یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ بلکہ عام طور پر آپ کا یہی عمل ہے۔ کہ باوجودیکہ آپ کے ارد گرد خدام کا ایک گروہ ہوتا ہے۔ مگر اپنی جوتی کے تسمے خود باندھتے اور کھولتے ہیں۔ یہ سادگی اور نمائش سے بے تعلقی ہمیں جو سبق دیتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

۱۴؍ ستمبر پورٹ سمتھ میں لیکچر

پورٹ سمتھ میں آج کے لئے دو لیکچر مقرر ہو چکے تھے۔ ایک ساڑھے تین بجے۔ اور دوسرا پونے سات بجے۔ دس بجے ہم لنڈن سے روانہ ہوئے۔ اور واٹرلو نامی سٹیشن سے سوار ہوئے۔ اس سفر میں حضرت کی ہمرکابی کی عزت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ مولوی رحیم بخش مولوی محمد دین صاحب۔ ڈاکٹر صاحب اور خادم عرفانی کو حاصل تھی۔ رات کو وہاں قیام رہا۔

۱۵؍ ستمبر ۱۹۲۴ء

پورٹ سمتھ سے ۹ بجے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور ساڑھے دس بجے کے قریب مکان پر پہنچے۔ آج انڈین سٹوڈنس نے حضرت کو اور آپ کے خدام کو چائے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھی گئیں۔ اور چار بجے جا کر دعوت چاء میں شریک ہوئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پیدل تشریف لائے۔ تاکہ اس طریق پر ہی کچھ چہل قدمی ہو جائے۔ قریباً دو ہفتوں کے بعد آج یہ موقعہ حضرت کو ملا ہے کہ تھوڑی دیر ہوا خوری کرتیں ❊

۱۶؍ ستمبر ۱۹۲۴ء

مذہبی کانفرنس کے لئے جو مضمون بھیجا گیا ہے وہ وقت مقررہ سے زیادہ وقت چاہتا ہے۔ اس لئے کل مذہبی کانفرنس کے ایک سکرٹری مسٹر لافٹس ہیر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ مضمون کو محدود وقت کے اندر لے آئیں۔ اسلئے آج حضرت اس مضمون کی تحدید میں مصروف رہے۔ یہ مضمون درست ہو کر ساتھ ہی ساتھ مکرر ٹائپ ہو رہا تھا۔ اس طرح پر اس مذہبی کانفرنس نے گویا حضرت کے قلم سے تین زبردست مضمون لکھوا دئے ہیں۔

۱۷؍ ستمبر ۱۹۲۴ء

آج شام کو مولوی نعمت اللہ خان شہید کابل کے واقعہ شہادت کے متعلق پروٹسٹ کا جلسہ ہے۔ جس میں حضرت اقدس کی تقریر واقعات شہادت پر ہوگی۔ اس جلسہ کے لئے ایک اشتہار شایع کیا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ انگلستان کے اخبارات کے بعض اقتباسات ایکسل ہینڈبل کی صورت میں شایع کر دئے گئے تھے۔ یہ جلسہ پہلے سنٹرل ہال میں تجویز کیا گیا تھا۔ مگر سنٹرل ہال والوں نے یہ کہکر کہ چونکہ تم نے عیسویت پر دھاوا بول دیا ہے۔ آپ کو نہیں دیا جائیگا انکار کر دیا تھا۔ اس لئے ایکس ہال تجویز ہوا۔ حضرت نے اس موقعہ پر اپنی تقریر پھر قلم برداشتہ لکھی۔ اور چوہدری صاحب ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کرتے جاتے تھے وقت مقررہ پر یہ جلسہ ایکس ہال میں زیر صدارت ریورنڈ ڈاکٹر والٹر والش منعقد ہوا۔ جلسہ میں ممتاز اور سربرآوردہ سنجیدہ رائے لوگ شریک تھے۔ اور بڑی خصوصیت اس جلسہ کی یہ ہے۔ کہ ہر طبقہ کے لوگ تھے۔ جلسہ میں صرف دو ریزولیوشن پیش ہونے تجویز ہوئے تھے۔ مگر لوگوں میں اس قدر جوش تھا کہ دو اور ریزولیوشن بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ جن میں سے ایک شہید مرحوم کے ورثاء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اور دوسرا اس ہی جلسہ کی پروسیڈنگ کی کاپی لارڈ میر اور لیبر کونسل کو بھیجے جانے کے متعلق تحریک تھی۔ پریزیڈنٹ اور دوسرے مقررین نے جو انگریز تھے۔ احمدیہ موومنٹ کی عظمت اور اس کے امن آفرین طریق کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند رشید اس کامیابی کو کس طرح دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے مخالفت کا اظہار کر کے اپنی سنگدلی کا ثبوت دیا۔ اور آخر ناکام و نامراد رہنا پڑا ❊

۱۸؍ ستمبر ۱۹۲۴ء

آج ڈاک کا دن ہے۔ حضرت خطوط لکھ رہے ہیں۔ اور چار بجے ایک چاء کی دعوت پر مدعو ہیں۔ یہ مختصر ڈائری خود بتا رہی ہے۔ کہ آپ کی مصروفیت اور مشاغل کیسے اہم ہیں ❊

۱۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

تمام بدیوں سے بچنے کا طریق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(یہ خطبہ ۱۲ر ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بمقام پٹنی واقع ایسٹ لنڈن پڑھا)

(نوشتہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

ایک نقطہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا - سورہ فاتحہ ایک عجیب نکتہ ہم کو بتاتی ہے - اور وہ نکتہ ایسا اہم ہے - کہ اگر اس کو لوگ نظر کے نیچے رکھیں - اور اس کی حقیقت کو عملاً نظر انداز نہ کریں - تو ان کی زندگیوں میں عظیم الشان تغیر پیدا ہو جائے - میرے نزدیک جس قدر عملی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں - وہ اس نکتہ کے نہ سمجھنے اور یاد نہ رکھنے کی وجہ سے ہوتی ہیں میں جہاں تک خیال کرتا ہوں - جب کبھی انسانی اعمال میں کوئی ایسی بات پیدا ہوتی ہے - جو منشاء الٰہی اور تقدیر کے خلاف ہوتی ہے - تو اس کا موجب یہی ہوتا ہے - کہ وہ اس نکتہ کو نظر انداز کر دیتا ہے - اور یہ فیصلہ کر لیتا ہے - کہ میرے لئے اس پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہے - اور وہ بغیر کسی قسم کے پس و پیش کے اس فعل کو کر گذرتا ہے - میرا یہ مطلب نہیں - کہ وہ غور کر لیتا ہے - کہ قرآن کریم کی فلاں آیت اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں - اس لئے میں اسے لوں یا نہ لوں - بلکہ اسے غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی - اس کی راہ میں آنے والی چیزیں آپ ہی حل ہو جاتی ہیں - اور جس قدر اعمال وہ کرتا ہے - خود بخود ان کا فیصلہ دماغ کرتا چلا جاتا ہے - البتہ ان امور کے متعلق بے شک سوچتا ہے - جن کی طرف اسے میلان نہیں ہوتا یا جن کے فوائد اس کی نظر میں ظاہر نہیں ہوتے - لیکن جن امور کی طرف میلان ہو جاتا ہے - یا جن کے فوائد اس کی نظر میں ظاہر ہو جاتے ہیں - ان کا فیصلہ اتنی جلدی اس کا دماغ کر دیتا ہے - کہ وہ خود بھی نہیں جانتا - کہ اس نے اس کے متعلق سوچا ہے یا نہیں ؛

بُری عادت کیونکر پڑتی ہے مثلاً ایک شخص چوری کرنے کا عادی ہے - جب اسے موقعہ ملتا ہے - فوراً ہاتھ ڈالدیتا ہے - وہ جانتا ہے کہ چوری کرنا بری بات ہے - خدا نے منع کیا ہے - لوگ بُرا سمجھتے ہیں - اور پکڑا جانے پر سزا ہوتی ہے - مگر باوجود ان تمام باتوں کے جب اسے موقعہ ملتا ہے وہ رکتا نہیں - اسکی وجہ یہ ہے - کہ پہلے پہل جب اس نے چوری کی تھی - تو کچھ شک نہیں سوچکر کی تھی - وہ جانتا تھا - کہ اس سے نقصان ہوگا - اور اگر پکڑا گیا - تو سزا اور بدنامی بھی ہوگی - مگر میلان ایسا تھا - اور ضرورت ایسی تھی - کہ کسی طرح پوری ہو - اور پھر وہ پکڑا نہ گیا - اس سے اس نے نتیجہ نکال لیا - کہ ہر چوری ایسی نہیں ہوتی - کہ انسان پکڑا جائے - اور اس چوری سے اسکی ضرورت موجودہ کسی حد تک رفع ہو گئی - پس اس نے اس سے یہ فیصلہ کر لیا - کہ چوری ٹھیک ہے - جب موقعہ ملا - ان خیالات نے تحریک کر دی - اور اس نے ہاتھ ڈالدیا - غرض پہلی دفعہ اس نے جو جرأت کی تھی - تو اس وجہ سے کہ ضرورت ایسی ہی تھی - - اسلئے یہ سمجھ کر کہ گو خدا کا حکم نہیں ہے - مگر اپنی ضرورت کو مقدم کر کے اس نے وہ فعل کر لیا - اور اس کے ان نتائج کو دیکھکر دوبارہ غور کرنے اور فیصلہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی - یہ کیوں ہوتا ہے ! اسکی ایک ہی وجہ ہے - اور اس عمل کے پیچھے ایک ہی خیال ہے - کہ اس کے بغیر گذارہ نہیں - گو یہ بھی ممکن ہے - کہ بار بار کے فعل کے بعد یہ سوال ضرورت کا بھی پیدا نہ ہو -

سب تعریفوں کی مستحق ہستی جسقدر بھی بدیاں پیدا ہوتی ہیں - وہ اسی خیال سے پیدا ہوتی ہیں - کہ یہ چیز سب سے زیادہ ضروری ہے - لیکن خدا تعالےٰ نے سورہ فاتحہ میں کیا ہی عمدہ طریق تمام بدیوں سے بچنے کا بیان کیا ہے - اور اسی کو مد نظر نہ رکھنے یا نہ سمجھنے کی وجہ سے انسان ان غلط کاریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے - وہ طریق اور فیصلہ الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ میں ہے - اس کے معنے ہیں - تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں - رب العالمین یعنی تمام زمانوں کا رب ہے - انسان کی تمام حالتوں اور وقتوں میں اس کی طرف سے ربوبیت ہوتی ہے - کوئی زمانہ ہو - ماضی ہو - حال ہو - مستقبل ہو - ہر زمانہ میں وہی رب ہے - اس نکتہ کے ماتحت تمام تعلقات کو جیبیاں کر لو - کوئی ہستی بھی ظاہری طور پر بھی اور حقیقی طور پر بھی کامل حمد کی مستحق نہیں - عام سلوک کے معاملات تو صاف نظر آتے ہیں - کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں - مگر دنیا کے تمام رشتوں میں یہ امکان نظر آتا ہے - کہ زید مستحق ہے یا بکر - میاں بی بی شادی کرتے ہیں - میاں کے ذمہ ہے - کہ بیوی کی ضروریات اور اخراجات کا انتظام کرے - اور اس کی عصمت کی حفاظت کرے - اور اسی لحاظ سے مرد قابل تعریف سمجھا جاتا ہے - مگر بارہا ایسا ہوتا ہے - کہ مرد بڈھا ہو جاتا ہے - اور بعض ایسے امراض کا نشانہ بن جاتا ہے کہ حرکت بھی نہیں کر سکتا - اس حالت میں عورت محنت و مشقت کر کے کماتی اور اس کی خدمت کرتی ہے - قادیان میں ایک بڈھا ہے - - اور گٹھیا کی وجہ سے لاچار ہے - بارہا اس کی بیوی میرے پاس آتی ہے - کہ اس کی مدد کی جاوے اس سے معلوم ہوا - کہ بے شک خاوند محسن ہوتا ہے - مگر بعض اوقات حالات بدل جاتے ہیں - اور عورت محسن ہو جاتی ہے - تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ ہستی حمد کی کامل مستحق نہیں ہو سکتی جس میں کمزوری کا امکان ساتھ لگا ہوا ہے بلکہ کامل تعریف کی مستحق وہی ہوگی جس میں کبھی اور کسی حال میں بھی کوئی کمزوری واقع نہیں ہوتی

نوکر اور آقا کی مثال اسی طرح نوکر کی مثال ہے دنیا عرفاً سمجھتی ہے - کہ آقا کو نوکر پر فضیلت ہے - گو میں اب تک فیصلہ نہیں کر سکا - کہ بجز حکم دینے کے کیا فضیلت ہے - آقا روپیہ دیتا ہے - نوکر اس کے بدلہ میں کام اور محنت کرتا ہے - اپنا وقت اور جسم دیتا ہے - تاہم عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے - کہ نوکر ادنیٰ اور آقا اعلیٰ ہے - اور اس لئے مستحق تعریف ہے - مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے - کہ چور آتا ہے - اور وہ حملہ کرتا ہے - نوکر اپنے آقا کی جان اور مال کی حفاظت کے لئے لڑکر اپنی جان دیدیتا ہے - اس وقت لوگ نوکر کی تعریف کرتے ہیں - کہ ایسا وفادار ہے کہ اس نے آقا کے لئے لڑکر جان دیدی اس حالت میں نوکر حمد کا مستحق ہو جاتا ہے - اسی طرح گورنمنٹ پولیس یا فوج میں نوکر رکھتی ہے - مگر وہ لڑائی میں مرکر جب جان دیدیتے ہیں - تو سپاہی قابل تعریف اور قابل عزت ہو جاتے ہیں - نتیجہ کے لحاظ سے دیکھو - گورنمنٹ ان کو کیا دیتی ہے - زیادہ سے زیادہ ان کے بیوی بچوں کو مربعے یا جاگیر دیدی - مگر اصل مرنے والے کو کیا فائدہ ہوا! - اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتے - اس لئے بہر حال حمد سپاہی کی ہوگی نہ گورنمنٹ کی -

غرض جس قدر ان معاملات پر غور کریں - اسی فیصلہ کا امکان رہتا ہے - کہ مستحق کون ہے - مگر خدا تعالےٰ کے معاملات میں یہ امکان نہیں رہتا - وہاں یہ فیصلہ شدہ امر ہے - کہ خدا ہی کی حمد ہے - اور وہی کامل حمد کا مستحق ہے ؛

خدا کے لئے جان دینے والا اگر کوئی شخص خدا کے لئے جان دیتا ہے - تو وہ جان دے کر اس کے فضل کو پہلے سے زیادہ پاتا ہے - اور اس کے قریب تر ہو جاتا ہے - آقا - دوست - بیوی - کے لئے کہہ سکتے ہیں - کہ تیری خاطر ہم نے جان دی ہے - مگر خدا کے لئے کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا - کیونکہ اس کے فضل کے ہم بہر حال محتاج ہیں - اور اسکی ربوبیت ہر حالت میں ہمکو مطلوب ہے وہ رب العالمین ہے - اور اسکی ربوبیت کا سلسلہ بدستور ہے - جس کے بغیر ایک لحظہ بھی ہم زندہ نہیں رہ سکتے اور مرنیکے بعد اسکی ویسی ہی ضرورت باقی رہتی ہے - تین زمانے ہیں - ماضی - حال اور مستقبل تینوں پر غور کرو - کہ ربوبیت کی کیسی ضرورت ہے - اور بغیر اسکے گذارہ ہی نہیں ؛

مثلاً انسان بننے سے پیشتر ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ نباتی یا حیوانی حالت ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی ربوبیت اگر ساتھ نہ ہو تو آگے ترقی اور بقا نہیں ہو سکتا۔ دوسرا ایک زمانہ یہ آتا ہے۔ کہ جب اسمیں تغیر ہو کر روح پیدا ہوتی ہے۔ اور جو انسانی حالت میں ہوتا ہے۔ تیسرا جبکہ روحانیت ہی کا تعلق ہوتا ہے۔

پہلا زمانہ ایک نباتی یا حیوانی صورت رکھتا تھا۔ دوسرا جبکہ جسم اور روح کا تعلق تھا۔ تیسرا جبکہ خالص روح ہوگا۔ ان سب میں اس زمانہ کی حسب حال ضروریات ربوبیت ہی پورا کرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کامل حمد کا مستحق خدا ہی ہے۔ نہ کوئی اور۔ پس جبکہ ہر زمانہ میں خدا ہی سے تعلق ہے۔ تو کس قربانی کے متعلق ہم کہ سکتے ہیں کہ اس کے کرنے میں نقصان ہوگا۔

سب سے بڑی قربانی

سب سے بڑی قربانی جان دیدینا ہے۔ یا جان دیدینے کے خوف سے مرعوب نہ ہونا۔ مگر حقیقت کیا ہے؟ کیا اس قربانی سے ہم نقصان اٹھاتے ہیں۔ یا ترقی کرتے ہیں۔ خدا کیلئے جان دے کر انسان خدا کے اور قریب ہو جاتا ہے۔ پس کوئی زمانہ اور کوئی قربانی ہماری راہ میں روک نہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہُوا

خدا کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی جان دیدینا ہے۔ مگر اس سے بھی حق ادا نہیں ہو جاتا کیونکہ جان بھی تو اسی کی دی ہوئی ہے۔ اگر جسم کو قربان کر دیتا ہے۔ تو بھی روح باقی ہے۔ یہ تو ماضی کی بات ہے۔ اگر حال مراد لو تو یہ انسان کے اختیار میں کب ہے؟ اسکی موجودہ حالت اور بقا تو خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ موجودہ زندگی اسکے فضل کے ماتحت ہے۔ وہ شامل حال ہو تو زندہ رہیگا۔ پس موجودہ حالت بھی انسان کے قبضہ میں نہیں۔

اگر مستقبل لو تو جان دیتے ہی ابدی زندگی مل جائیگی۔ اسمیں بھی خدا کے احسان کا پہلو غالب ہے۔ پس الحمد للہ رب العٰلمین کے نکتہ پر اگر غور کریں۔ تو تینوں زمانوں کی قربانی کام آتی ہے۔

بسا اوقات ڈاکٹر نہایت محبت اور محنت سے ایک شخص کیلئے دوائی بناتا ہے۔ اور اسکو خیال ہوتا ہے۔ کہ اس دوائی سے فائدہ ہوگا۔ اور وہ میرے اس احسان و مروت کی قدر کریگا۔ لیکن مریض مرجاتا ہے یا وہ خود مرجاتا ہے۔ اور اسطرح اسقدر قیمت سے محروم رہ جاتا ہے جو وہ اس دوائی کے بدلے میں پانے کی امید رکھتا تھا۔ اور وہ محنت کسی نہ کسی طرح ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا کی ذات سے صحیح بدلہ ملنا یقینی ہے۔ اور کسی صورت میں بھی وہ اخلاص اور محبت سے دی ہوئی قربانی ضائع نہیں جاتی۔ جو خدا کی راہ میں کی جاتی ہے۔

مجھے بارہا خیال آتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنے وفادار اور جاں نثار لوگوں کو مربعے اور جاگیریں دیتی ہے۔ اور وہ ان سے روپیہ کماتے ہیں۔ اور اگر کھانے کے شوقین ہیں۔ تو عمدہ سے عمدہ کھانے تیار کراتے ہیں۔ لیکن تپ کا مرض ہو تو وہ کیا لطف اس کھانے کا اٹھا سکتے ہیں۔ یا کپڑے کا شوق ہو اور عمدہ سے عمدہ کپڑے تیار بھی کرالیں۔ لیکن اگر جذام یا کھجلی کی بیماری ہو جائے تو کیا فائدہ ہوگا۔ یا اگر سواری کا شوق ہے۔ اور عمدہ سے عمدہ گھوڑے موجود ہیں۔ لیکن اپاہج ہو جائے تو اسکو کیا لطف آئیگا۔ لیکن اگر ایسے لوگ جو اپنی خدمات کو قربانی کی حد تک پہنچا دیتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں زندہ بھی رہیں تو بھی گورنمنٹ یا کوئی اور انکو حقیقی بدلہ نہیں دے سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ اسلئے اللہ کے لئے جو شخص کام کرتا ہے۔ وہ ضائع نہیں ہوتا۔

ساری قربانیاں خدا ہی کیلئے ہوں

پس جبکہ یہ صورت ہے تو مومن کو چاہیئے۔ کہ اسکی ساری قربانیاں خدا ہی کیلئے ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے انعامات کا سلسلہ اور اسکے صحیح بدلہ کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ مرنیکے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ گورنمنٹ بھی بعض مرنے والوں کو وکٹوریہ کراس دیدیتی ہے۔ بیشک یہ ایک عزت اور انعام ہے مگر مرنیکے ساتھ ختم ہو گیا۔ اور اسکا کچھ اثر مرنے والے پر نہیں رہ جاتا۔ لیکن خدا کی طرف سے جو انعام مرنے والوں کو ملتا ہے۔ وہ غیر منقطع ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی عزت ہمیشہ کرتا ہے۔ انکو حیات ابدی ملتی ہے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اسی ابدی زندگی اور دائمی عزت کیلئے کوشش کریں۔ اور اسکے لئے وہ اپنے اعمال میں اس نکتہ کو یاد رکھیں جو الحمد للہ رب العٰلمین میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

ایک کہانی

بچپن میں ہم ایک کہانی پڑھا کرتے تھے۔ میرے دل پر اس کا بڑا اثر رہتا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ ایک شخص تھا۔ اسکی زمین سے بہت غلہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ بڑے شوق اور خوشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور چائے پینے لگا تھا کہ نوکر نے آکر کہا۔ کھیت میں سؤر آگیا ہے۔ اُسنے چائے کی پیالی رکھدی۔ اور کہا۔ کہ سؤر کو مار کر آکر پیونگا۔ مگر سؤر نے ایسا حملہ کیا۔ کہ وہ مر گیا۔ اسلئے یہ ضرب المثل رہ گئی۔

افغانستان کے احمدی

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ خدا اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کریں۔ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو خالی نہیں رکھا۔ جکو ایسے ملک میں پیدا کیا۔ جہاں قتل اسطرح پر نہیں ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسے ملک میں بھی ہماری جماعت کو پیدا کر دیا۔ جہاں قتل ہوتے ہیں۔ اور اسطرح ٹریڈیشن کو قائم کر دیا۔ ٹریڈیشن بڑا کام کرتی ہے۔ اور اسکا بڑا اثر ہوتا ہے اس سے جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ ابتدا مشکلات ہوتی ہیں۔ لیکن جو شخص پہلے جاتا ہے۔ وہ راستہ کھول دیتا ہے۔ اسیطرح ہمارے لئے راستہ کھل گیا ہے۔ افغانستان کے بعض دوستوں نے اس راستہ کو کھولا ہے۔ انہوں نے خدا کیلئے موت کو آسان کر دیا ہے۔

میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ خطرناک راستہ میں اگر ایک چل پڑے تو سب چل پڑتے ہیں۔ پہلے ہی کیلئے مشکل ہوتا ہے۔ اسطرح اس راستہ کو ہمارے دوستوں نے آسان کر دیا ہے۔

نعمت اللہ خان کی شہادت

بعض تقویٰ اور علم کے لحاظ سے کم سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً نعمت اللہ ایک طالب علم تھا۔ اور اسے دراصل وہاں جماعت کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ مگر بعد میں اسکو مبلغ مقرر کر دیا گیا اسنے اپنی جان دیکر ثابت کر دیا۔ کہ خدا کی راہ میں قربانی کرنا اسکے لئے بہت آسان تھا۔ اُسنے اپنے بھائیوں کیلئے اس راستہ کو جان دیکر کھولا ہے۔ تو کیا اب وہ جو اسکے استاد تھے۔ یا جنکے ہاتھ میں مدرسہ کا انتظام ہے۔ نہیں سوچیں گے۔ کہ جب وہ قربانی کر سکتا ہے۔ تو کیوں ہم قربانی نہیں کر سکتے۔ اسکی قربانی نے تو اس مرحلہ کو آسان کر دیا۔ اسلئے کہ پچھلوں نے دیکھ لیا۔ کہ خدا کی راہ میں مرنے والوں کی کیا عزت ہوتی ہے۔ آج تار آیا ہے۔ کہ اس نے بڑی بہادری سے جان دی۔ اسکو اصرار سے کہا گیا۔ کہ توبہ کر لو۔ مگر وہ چٹان کی طرح قائم رہا۔ پھر اسکو شہر میں پھرایا گیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ اسے ارتداد کیوجہ سے قتل کیا جائیگا۔ اور چھاؤنی میں جا کر سنگسار کیا گیا۔ اب گورنمنٹ افغان کوئی اور حیلہ تراش نہیں سکتی۔ خود اسکے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ میں جان دینا ادنیٰ قربانی سمجھتا ہوں۔ اعلیٰ درجہ کی قربانی وہ ہے۔ جسکی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ جبتک جان دیدینے کیلئے تیار نہیں ہو جاتا۔ اسلئے پھر یہ ادنیٰ قربانی نہیں ہوتی بلکہ اعلیٰ ہو جاتی ہے۔ یہ مقام انہیں لوگوں کو ملتا ہے۔ جو اپنے عمل سے دکھادیں۔ کہ موت انکی نظر میں حقیر ہے۔

جماعت سے خطاب

ہماری جماعت کے لوگوں کو اس اعلیٰ شہادت کیلئے طیار ہونا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ جنہوں نے جان دی ہے۔ انکی قربانی حقیر ہے۔ وہ تو بہت بڑی قربانی ہے۔ کیونکہ انہوں نے راستہ کو صاف کیا ہے اور اپنے عمل سے بتادیا۔ کہ موت کی کچھ حقیقت انکی نظر میں نہیں۔ اور ان مرنے والوں کیلئے بڑا درجہ ہے کیونکہ انہوں نے شہادت کا مقام پالیا تھا۔ اور اسکا ثبوت انہوں نے جان دیکر دیدیا۔ غرض ہم کو اس مقام کے حاصل کرنے کیلئے طیار ہونا چاہیئے۔ اور اسکے لئے قربانی کیلئے طیار رہنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ اسکی محبت اور عظمت کے سوا اور کسی کی محبت یا عظمت ہمارے دلوں میں نہ رہے۔ آمین

(نوٹ) اخبار کی آخری کاپی مطبع پر چھپنی شروع ہونے لگی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے یہ دونوں تار پہنچے۔ چونکہ اخبار کو وقت پر شائع کرنے اور ص ۴

لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا تار

اہم اور ضروری معاملات کے متعلق ہدایات

لنڈن کے مختلف حصوں میں کامیاب لیکچر

آقا کی طرف سے خدام کا شکریہ

احمدی بہادروں کی جماعت پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو فخر

۸ر اکتوبر ۱۹۲۴ء ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر لنڈن سے یہ تار بنام حضرت مولوی شیر علی صاحب روانہ ہوا۔ جو ۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۴ء ۹ بجکر ۳۵ منٹ صبح پر بٹالہ پہنچا۔ اور ۱۲ر اکتوبر کی ڈاک سے قادیان آیا۔

(۱) "نزلہ کی سخت شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ عام کمزوری ہے۔ متواتر کام کرتے کرتے آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر سے مشورہ لیا۔ اس نے ہدایت کی ہے کہ مکمل آرام کیا جائے۔ ورنہ زیادہ شدید نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۲) ہر دوسرے روز میاں ناصر کی والدہ کی صحت کی اطلاع کا مختصر تار بھیجا جائے کیونکہ یہ ان کے وضع حمل کے دن ہیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو اس سے بھی جلد جلد مجھے اطلاع دی جائے۔ اس کے تمام اخراجات انشاء اللہ میں اپنی ذات سے ادا کروں گا۔

(۳) اس ہفتہ کی ڈاک پورٹ سعید ٹامس کک کی معرفت ایس۔ ایس پلسنا جہاز کیلئے بھیجنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد دو ہفتوں کی ڈاک عدن کے پوسٹ ماسٹر کی وساطت سے بھیجیں ؁

(۴) جلسہ گاہ کی (تعمیر کا پروگرام ملتوی کر دیا جائے۔ اور بجٹ اخراجات کو جہاں تک ہو سکے۔ کم کیا جائے۔ اور مالی حالت کو ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔ قادیان میں بھائیوں کی مالی مشکلات کا سوال میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں نے یہاں کے اخراجات اس قدر کم کر دیے ہیں۔ کہ ممکن ہے کہ مقصد کو بھی نقصان پہنچے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وفد کو اور روپیہ قادیان سے منگوانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یہ بہتر ہے کہ (یہاں) کم فوائد حاصل ہوں۔ بہ نسبت اس کے کہ (سلسلہ کے) کل (کاموں) کو نقصان پہنچے ؁

(۵) لنڈن کے مختلف حصوں میں دوست بڑی کامیابی کے ساتھ لیکچر دے رہے ہیں۔ اور اس کے بعد مضافات میں بھی لیکچر دئے جانے کو ہیں۔ ذی اثر لوگوں (مرد و عورتوں) سے ملاقاتوں کا انتظام دوستوں نے کیا ہے۔ لارڈ ہیلڈین لارڈ چانسلر اور بعض دیگر معززین سے پہلے ہی ملاقات کی جا چکی ہے۔ یہ ملاقاتیں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

(۶) ریویو کے پہلے نمبر کی تیاری کی جا رہی ہے۔ جنوری ۱۹۲۵ء سے ریویو آف ریلیجنز انگریزی انشاء اللہ صرف یہاں ہی سے شائع ہوا کریگا۔ اور جنوری تک دو ایڈیشن ایک ہی وقت میں شائع ہونے کا انتظام ہونا چاہیئے (ایک قادیان سے اور ایک لنڈن سے)

(۷) تمام بھائیوں کو اطلاع دے دی جائے کہ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو انہوں نے (مولوی) نعمت اللہ خان کی شہادت پر مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اس ہمدردی کے لئے انکو جزاء خیر دے۔ ان کے اس اظہار ہمدردی اور اس عزم نے کہ وہ نعمت اللہ خان کے کام کو جاری رکھیں گے۔ مجھ پر بہت اثر کیا ہے بعض اوقات میں فخر محسوس کرنے لگتا ہوں کہ میری امامت میں ایسے بہادروں کی جماعت ہے ؁

(۸) برادران! میری عام تندرستی کی حالت کو اس سال بہت ہی نقصان پہنچا ہے۔ اور آپ کے مستقبل کا خیال میرے دل پر بہت بوجھ ڈال رہا ہے۔ لیکن مجھے آپ لوگوں کے اخلاص اور قربانیوں میں امید کی شعاع نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقصد کو حاصل کرنے میں جس کے حاصل کرنے کے لئے آپ کھڑے کئے گئے ہیں۔ آپ کی مدد فرمائے۔ اور ہمیشہ ہمیش تمہارے ساتھ ہو۔ اگر تم اس (اپنے مقصد) میں کامیاب ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ اور ان سے بھی محبت کریگا۔ جو تمہاری خدمت میں اور بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے (اپنی) جانیں دے رہے ہیں۔ اور وہ آسمان سے خوشی کے ساتھ تمہارا نگران ہوگا"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے

مولود مسعود کی ولادت پر مبارکباد کے جواب میں تار

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مولود مسعود کی ولادت پر جماعت کی طرف سے حضرت مولوی شیر علی صاحب نے مبارکباد کا تار بھیجا تھا۔ جس کے جواب میں حضور نے حسب ذیل تار دیا۔ جو لنڈن سے ۱۰ر اکتوبر کو ۸ بجے شام چلا۔ اور بٹالہ ۱۱ر اکتوبر ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر پہنچا۔ اور بذریعہ ڈاک ۱۲ر اکتوبر کو قادیان آیا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

" برادران! آپ کو آپ کی مبارکبادی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ مہربانی کر کے ہر دوسرے روز میری اہلیہ کی صحت کی نسبت ایک ہفتہ تک بذریعہ تار اطلاع دیتے رہیں۔" محمود احمد۔

(ایڈیٹر) خدا کے فضل و کرم سے حضور کے حرم اول کی طبیعت اچھی ہے۔ احباب اور مولود مسعود کی صحت و تندرستی کے لئے خاص دعائیں کریں ؁

مختصر ضروری خبریں

کالکا شملہ ریلوے شملہ ۱۰ر اکتوبر کالکا ریلوے کی لائن میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ دور کر دی گئی ہیں۔ اور ٹرین اور ٹرین کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔

دریائے گنگا کی طغیانی فتح گڈھ ۱۴ر اکتوبر۔ دریائے گنگا کی طغیانی کی وجہ سے ضلع فرخ آباد میں بہت جان و مال کا نقصان ہوا۔

حیدر آباد میں جمعیۃ رضا کاران حضور نظام حیدر آباد نے اعلان کیا۔ کہ وہ ریاست حیدر آباد کے معززین شرفاء جاگیرداروں اور منصب داروں کے لڑکوں کی ایک جمعیت رضا کاران قایم کرینگے۔ حضور نظام اسے نہایت مضبوط اور باضابطہ جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ اور اپنے چھوٹے صاحبزادہ شجاعت علیخاں معظم جاہ کو اس جمعیت کا کمانڈر مقرر فرمایا ہے۔

صاحبزادہ آف چترال کو خطاب شملہ ۱۴ر اکتوبر ملک معظم نے صاحبزادہ ناصر الملک آف چترال کو فوج میں آنریری لفٹنٹ کے عہدہ پر مقرر فرمایا ہے۔

خفیہ پولیس پر پولیس کا چھاپہ لاہور کے اردو اخبارات مظہر ہیں۔ کہ سید حیدر اکسائیز انسپکٹر لاہور نے ایک ہندو وکیل کے مکان پر دھاوا کیا۔ اور دو بنگالیوں کو گرفتار کیا جن کے پاس دو پستول کارتوس آٹھ اونس کوکین اور ایک سیر افیون تھی۔ مگر بعد میں وہ سی۔ آئی۔ ڈی کے ممبر ثابت ہوئے۔ جو کسی خاص کام پر پنجاب آئے ہوئے ہیں۔

مسلمانان ہند اور حکومت انگورہ بمبئی ۷ر اکتوبر معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت انگورہ کو وفد خلافت سے دوستانہ ملاقات کے متعلق کوئی اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ وہ خلافت کے متعلق بحث تمحیص سے کنارہ کریں۔ کیونکہ حکومت غیر ملکی اشخاص سے اپنے معاملات کے متعلق گفت و شنید پسند نہیں کرتی۔

مصر و برطانیہ کے وزراء کے مذاکرات کا خاتمہ اکسفورڈ ۳ر اکتوبر ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج مسٹر میکڈانلڈ اور زاغلول پاشا کے درمیان پھر ملاقات ہوئی۔ اور گفت و شنید کا خاتمہ ہو گیا۔

مصر سے انگریزی فوجیں ہٹائے جانیکا مطالبہ لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ ریوٹر کو مصری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لنڈن میں مسٹر میکڈانلڈ نے زاغلول پاشا کو مطلع کیا۔ کہ مصر سے انگریزی افواج کا ہٹانا ناممکن ہے۔ کیونکہ نہر سویز کی حفاظت کے لئے ان کی سخت ضرورت ہے۔ وزیر مصر نے تجویز پیش کی۔ کہ سویز کی حفاظت کا مسئلہ مجلس اقوام کے سپرد کیا جائے۔ جس کو وزیر برطانیہ نے منظور نہیں کیا۔ اور کہا۔ کہ بہتر ہوگا۔ کہ اس بارہ میں مصری و برطانوی اتحاد قائم کر لیا جائے۔ وزیر مصر نے کہا۔ کہ یہ بھی اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ انگریزی فوجیں مصر سے ہٹائی جائیں۔

امیر علی مکہ معظمہ پہنچ گیا ۷ر اکتوبر۔ امیر علی جدید شاہ حجاز مکہ معظمہ چلا گیا ہے۔ اور ۵ر اکتوبر سے وہ بادشاہ تسلیم کیا گیا ہے۔

شریف مکہ کا قیمتی سامان لنڈن ۸ر اکتوبر قاہرہ کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ شاہ حسین نے اپنے جہاز پر تیس لاکھ پونڈ طلائی کا سامان بار کیا ہے۔ یہ جہاز جدہ میں لنگر انداز ہے۔

شاہی خاندان کا وائسرائے ولائتی اخبار رینلڈ نیوز لکھتا ہے۔ کہ یہ امر طے شدہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ماہ مارچ ۱۹۲۵ء میں جب وائسرائے ہند ہندوستان سے تشریف لے جائیں گے۔ تو ان کی جگہ شاہی خاندان کا وائسرائے مقرر کرنے کا قطعی فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

گاندھی جی کے متعلق ڈاکٹروں کا اعلان ۸ر اکتوبر گاندھی جی کا وزن کیا گیا جو ۸ پونڈ نکلا۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ان کو چند روز کامل آرام کی ضرورت ہے۔

مسٹر داس اور مسٹر فضل حق مسٹر فضل حق سابق وزیر گورنمنٹ بنگال نے ایک تقریر کے دوران میں اعلان کیا ہے۔ کہ اس وقت عدالتیں بند ہیں۔ عدالتیں کھلنے پر مسٹر داس سے عدالت میں ان کے اس الزام کا مواخذہ کرونگا۔ جو انہوں نے ایک خط کے متعلق لگایا تھا۔

باشندگان ضلع گورداسپور کی امداد شملہ ۷ر اکتوبر۔ پنجاب گورنمنٹ نے ڈپٹی کمشنر گوڑگانواں کو اختیار دیدیا ہے۔ کہ ضلع گوڑگانوہ کے سیلاب زدہ علاقہ میں فصل خریف کا لگان محاصل معاف کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ زمینداروں کو بیل اور بیج کی خریداری کیلئے تقاوی بھی دیجائے۔ گورنمنٹ نے دو ہزار روپیہ تقسیم کرنیکی منظوری دی ہے۔

گاندھی جی کی فاقہ کشی کا اختتام ۸ر اکتوبر کو گاندھی جی کی فاقہ کشی ۲۱ روز کے بعد ختم ہوئی۔ گاندھی جی اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور نہایت کمزور تھے۔ ان کے چاروں طرف ان کے بے تکلف دوست اور معتقدین کثیر تعداد میں زمین پر بیٹھے تھے۔ گاندھی جی کی آواز نہایت نحیف تھی۔ اور کبھی کبھی تقریباً بالکل سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب گاندھی جی عرق سنگترہ پی چکے۔ تو ڈاکٹر انصاری نے انہیں تھوڑا سا پانی پینے کے لئے دیا۔ اس پر انہوں نے دوبارہ عرق سنگترہ پلانے کو کہا۔ بعد میں ڈاکٹروں نے سنگترہ کی قاشیں اور نمک دیا۔

گنگا کا تباہ خیز سیلاب کانپور ۸ر اکتوبر دریائے گنگا میں اس سے پہلے ایسی ہلاکت خیز تباہی کبھی نہیں آئی۔ مرد عورتیں اور بچے بیکسی کی حالت میں چھتوں پر بیٹھے جا رہے ہیں۔ کشتیوں اور رسوں کی قلت کے باعث سیلاب زدوں کی حفاظت و اعانت کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ سیوا سمتی کے رضا کاروں اور دیگر مجالس اعانت کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ جنہوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر سینکڑوں انسانوں کی جانیں بچائیں۔

جمنا کی طغیانی سے نقصان شملہ ۱۰ر اکتوبر۔ مسٹر سی۔ ایم کنگ مالی کمشنر سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے حال میں حکومت پنجاب کی خدمت میں اپنی رپورٹ روانہ کی ہے۔ اور اس میں اس نقصان کا صحیح حال تحریر کیا ہے۔ جو دریائے جمنا کی طغیانیوں کے باعث واقعہ ہوا ہے۔ تحصیل پانی پت ضلع کرنال میں ۹۲ گاؤں کو سخت نقصان پہنچا۔ اور ان میں سے بیس کو پانی بہا لے گیا۔ سیلاب زدہ زیر کاشت علاقہ کا رقبہ ستر ہزار ایکڑ ہے۔ اور اس میں ۸۷ ہزار نفوس آباد ہیں۔ اس علاقہ کے ۴۵ گاؤں میں بخوبی تحقیقات کی گئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ پانچ آدمی غرق ہوئے ہیں۔ اور سات آدمی لاپتہ ہیں۔ تقریباً چار سو مویشی ہلاک ہوئے۔ چارہ کی کثیر تعداد تباہ ہو گئی ہے۔

آگرہ میں طغیانی سے نقصان آگرہ کے محلہ بیلن گنج میں پندرہ فٹ پانی چڑھ گیا ہے۔ جس سے بہت سامانی نقصان ہوا۔ مگر کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔

گاندھی جی کا ایک اور فاقہ گاندھی جی نے مہاشہ شردھانند سے کہا۔ کہ اگر ہندو مسلم تعلقات خوشگوار نہ ہوئے۔ اور میں زندہ رہا۔ تو ۲۱ روز کا ایک اور برت رکھوں گا۔

(باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)